پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی
(تیسری قسط)

سیدنا مروان رضی اللہ عنہ

حالات وخدمات

سیدنا مروان رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے کے بعد اپنے والد سیدنا حکم رضی اللہ عنہ اور دیگر افراد کنبہ کے ساتھ زیادہ تر مکہ مکرمہ اور طائف میں ہی قیام پذیر رہے۔ سیدنا حکم رضی اللہ عنہ کا تعلق قریش کی شاخ بنوامیہ سے تھا۔ بڑا خاندان ہونے کی وجہ سے اس کے کچھ افراد مکہ اور مدینہ کی طرح طائف میں بھی مقیم تھے۔

مکہ کے جنوب مشرق میں جبل غزوان پر واقع ’’طائف‘‘ عرب کے قدیم ترین شہروں میں سے ایک ہے۔ طائف اچھی آب وہوا اور زرخیزی وشادابی کے لیے مشہور ہے۔ یہاں پھل دار درختوں کی کثرت ہے۔ زیادہ تر انگور، منقّٰی، کیلا اور انار پیدا ہوتا ہے۔

طائف ایک سرد علاقہ ہے۔ اس لیے زمانہ قدیم سے یہ شہر اہل مکہ کا ’’مصیف‘‘ یعنی گرمائی مقام رہا ہے۔ آج کل بھی یہ سعودی حکومت کا صدر مقام ہے۔ اکثر رؤساءِ مکہ نے موسم گرما گزارنے کے لیے طائف میں اپنے مکانات تعمیر کر رکھے تھے۔ ان میں حضرت حکم رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ چنانچہ سیدنا مروان رضی اللہ عنہ نے مکہ اور طائف ہی میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ فنِ کتابت میں بھی مہارت حاصل کی۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں سیدنا مروان رضی اللہ عنہ بوجہ صغر سنی کوئی نمایاں خدمات انجام نہیں دے سکے البتہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی صلاحیتیں بھی نکھر کر سامنے آتی گئیں سیدنا مروان رضی اللہ عنہ بڑے زیرک، معاملہ فہم، اچھے منتظم اور نہایت ہی جرأت مند انسان تھے۔ ان کی انھی دینی، انتظامی اور اخلاقی خوبیوں اور اوصاف کی وجہ سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت راشدہ میں انھیں مکّہ مکرّمہ اور طائف کا حکمران مقرر کر دیا۔ ملاحظہ ہو:

[’’مسجد نبوی کے پاس صحابہ کے مکانات‘‘، ص:۴۷، مؤلفہ: ڈاکٹر محمد الیاس عبدالغنی]

ایک موقع پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے انھیں ’’البحرین‘‘ کا والی وحاکم بھی مقرر کیا تھا۔ چنانچہ قدیم مؤرخ خلیفہ بن خیّاط بحرین کے والیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

’’**ومن ولّا تہٗ علیھا مروان بن الحکم**‘‘ [تاریخ خلیفہ بن خیاط، الجزء الاوّل، ص:۱۵۹۔ تحت تسمیۃ عمال عثمانی]

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں جو لوگ بحرین کے والی وحاکم بنائے گئے تھے ان میں سیدنا مروان رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

سیدنا مروان رضی اللہ عنہ اس دور میں جہاد وعسکریت کے محاذ پر بھی سرگرم رہے افریقہ کی جنگ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کی امداد اور کمک کے لیے مدینہ منورہ سے جو عظیم لشکر بھیجا تھا ان میں سیدنا مروان رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ ملاحظہ ہو: [فتوح البلدان، ص: ۲۳۴، تحت عنوان ''فتح افریقہ'']

سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کے تدین وتقویٰ کا اندازہ اس بات سے بھی بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد نے اپنی بیٹی ام ابان الکبریٰ کا نکاح ان کے ساتھ کر دیا تھا۔ ان سے ان کی اولاد بھی ہوئی اور ان ہی کی زوجیت میں وہ فوت بھی ہوئیں۔ ملاحظہ ہو: [نسب قریش، ص: ۱۱۲، تحت اولاد عثمان رضی اللہ عنہ]

اس کے بعد سیدنا مروان رضی اللہ عنہ ۶۴ھ کے اوائل تک مدینہ منورہ ہی میں قیام پذیر رہے۔ موصوف نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوس میں تیس سال سے زائد عرصہ تک جس مکان میں قیام فرمایا اس کے متعلق ڈاکٹر محمد الیاس عبدالغنی صاحب لکھتے ہیں کہ:

سیدنا مروان بن حکم رضی اللہ عنہ اور ان کا مکان:

آپ کا مکان عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے مکان سے مغرب اور مسجد نبوی سے جنوبی جانب واقع تھا۔ کچھ حصہ مسجد کی مغربی جانب مڑ کر ''باب السلام'' تک آتا تھا۔ مروان رضی اللہ عنہ کے بعد اس مکان کو مدینہ کے حکام نے اپنا مرکز بنایا۔ جو مدینہ کا گورنر بن کر آتا وہ اسی میں قیام کرتا پھر اس جگہ پر ''مدرسہ بشیریہ'' بنادیا گیا جو حکومت سعودیہ کی پہلی توسیع تک [جو شاہ عبدالعزیز کے زمانہ میں ۱۳۷۲ھ میں ہوئی تھی] باقی رہا لیکن اس توسیع کے بعد اس مدرسہ کا کچھ حصہ مسجد کی جنوبی شاہراہ میں ضم ہوگیا اور کچھ حصہ پر ''محکمہ شرعیہ'' کی عمارت بنائی گئی بعد میں یہ محکمہ بھی خادم حرمین شریفین شاہ فہد کی توسیع کے دوران منہدم کر کے اس کی زمین کو جنوبی ہال اور جنوبی صحن میں شامل کر لیا گیا۔'' [مسجد نبوی کے پاس صحابہ کے مکانات ص ۷۴۔۷۵]

یہ ملحوظ رہے کہ فاضل مصنف نے اس کتاب میں نہایت ہی محنت اور عرق ریزی سے مسجد نبوی کے پاس سقیفہ بنو ساعدہ، جنازہ گاہ اور بقیع کے علاوہ جنوباً، شمالاً، شرقاً وغرباً صحابہ کے پچاس مکانات کا محل وقوع محفوظ کیا ہے۔

سیدنا مروان رضی اللہ عنہ بحیثیتِ کاتب:

سیدنا مروان رضی اللہ عنہ عہدِ عثمانی میں مختلف علاقوں میں ایک والی وحاکم اور اسلامی جنگوں میں ایک مجاہد اسلام کی حیثیت سے گراں قدر خدمات سرانجام دے چکے تھے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے ضعف کے پیش نظر اپنی خلافت کے آخری دور میں بحیثیت ''کاتب'' اپنے پاس مدینہ منورہ میں ہی روک لیا مگر اس منصب کو عصر حاضر کی اصطلاح میں ''سیکرٹری'' یا ''چیف سیکرٹری'' کی مانند سمجھنا بالکل خلاف واقع ہے کیونکہ قبل ازیں خود سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے جبکہ سیدنا زید بن ثابت انصاری، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے لیے اسی منصب پر اپنے فرائض سرانجام دے چکے تھے اور انھیں کسی ''مؤرخ'' نے بھی سیکرٹری یا چیف سیکرٹری قرار نہیں دیا۔ البتہ بنو عباس کے دور

میں ’’ کاتب ‘‘ کے منصب کو زیادہ اہمیت دی گئی۔

چنانچہ قدیم مؤرخ خلیفہ بن خیّاط لکھتے ہیں کہ:

" ......وكاتبه مروان بن الحكم" [تاریخ خلیفہ بن خیاط۔ الجزء الاول ص ۱۵۷، تحت عمال عثمانی]

اور مروان بن حکم رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے کاتب تھے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی تو سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کا تعارف ’’ کاتب ‘‘ کے منصب سے ہی کراتے ہیں:

’’مروان بن الحكم ......وهو ابن عم عثمان رضي الله عنه وكاتبه في خلافته......‘‘

[الاصابه الجزء الثالث، ص: ۴۷۷ تحت حرف الميم القسم الثاني]

مروان بن حکم رضی اللہ عنہ ......سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے چچا کے بیٹے ہیں اور ان کے عہدِ خلافت میں ان کے کاتب رہے ہیں۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کو کسی قرابت کی بناء پر کسی بھی منصب پر ہرگز فائز نہیں فرمایا تھا بلکہ میرٹ اور اہلیت کے پیشِ نظر انھیں مختلف اوقات میں مختلف عہدوں پر مقرر فرمایا اور سیدنا مروان رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے انتخاب کو صحیح ثابت کر کے دکھایا۔ اسی طرح ’’ کاتب ‘‘ کا عہدہ بھی انھیں اہلیت وقابلیت کی بنیاد پر ہی دیا گیا۔

علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون (م ۸۰۸ ھ) ’’ کاتب ‘‘ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

’’خوب یاد رکھیے کہ کاتب کو اونچے طبقے کا ہونا ضروری ہے۔ اس کے لیے مروت وحیا اور وسعتِ معلومات کا ہونا بھی لازمی ہے اور بلاغت میں تو اپنی مثال آپ ہو۔ کیونکہ سلاطین کی مجلسوں میں جو شاہی احکام جاری ہوتے ہیں ان کی گہرائی تک پہنچنے اور ان کے نتائج مرتب کرنے کے لیے وسیع معلومات کی بے حد ضرورت ہے۔

علاوہ ازیں شاہی مجالس میں اٹھنے بیٹھنے کے لیے اعلیٰ قسم کے آداب واخلاقِ فاضلہ کی انتہائی ضرورت ہے اور حسبِ مقاصد فرامین لکھنے میں بلاغت واسرارِ بلاغت کی بھی بہت زیادہ ضرورت ہے......

(اس کے بعد علامہ ابن خلدون ’’ کاتب کے شرائط ‘‘ کے حوالے سے عبدالحمید کاتب کا ایک طویل خط نقل کرتے ہیں جو انھوں نے کاتبوں کو لکھا تھا۔ اس میں سے چند امور نذر قارئین کیے جاتے ہیں:)

حق تعالیٰ تمہاری حفاظت فرمائے، تمھیں اپنی رحمت میں گھیرے، تمھیں نیک عملوں کی توفیق دے اور ہدایت پر قائم رکھے......

اللہ تعالیٰ نے تمھیں بے حد شریف پیشہ بخشا ہے تمھیں ادیب وعالم اور اربابِ مروّت ومتانت بنایا، خلافت میں تمہاری ہی بدولت چار چاند لگتے ہیں وہ خوبصورت بنتی ہے، اس کے تمام کام ٹھیک ٹھاک رہتے ہیں اور حق تعالیٰ صرف تمہاری خیرخواہی کی وجہ سے لوگوں کے لیے سلطان کی اصلاح فرماتا ہے اور تمہارے ملک آباد رہتے ہیں......

اے کاتبو! آداب کی تمام قسموں کی طرف رغبت کرو، سب کو شوق سے سیکھو اور دینی علم حاصل کرو، اس میں گہری سمجھ پیدا کرو پہلے اللہ کی کتاب کا علم (تفسیر اور فرائض پڑھو) پھر عربی اور اس سے متعلقہ علوم سیکھو کیونکہ اسی سے تمہاری زبانیں صحیح ودرست ہوتی ہیں۔ پھر خوش خطی میں کمال پیدا کرو کیونکہ خوش خطی تمہارے خطوط کا حسن وجمال اور زیور ہے۔ عربی اشعار زیادہ سے زیادہ یاد رکھو، مشکل اشعار پہچانو۔ ان کے معانی سمجھو عرب وعجم کی تاریخیں پڑھو اور ان کے واقعات ومعاملات جانو کیونکہ یہ باتیں تمہارے پیشہ کے لیے معاون ہیں......''

[مقدمہ ابن خلدون، حصہ دوم، ص: ۸۵تا۸۸، مطبوعہ: نفیس اکیڈمی کراچی]

سیدنا مروان رضی اللہ عنہ نے بحیثیت ایک ''کاتب'' بھی اپنے فرائض بطریق احسن سرانجام دیے اس پورے دور میں ان کی ذات اور اہلیت پر کوئی سوال نہیں اٹھایا گیا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے چند دن قبل ان کی طرف جو جعلی خط منسوب کیا گیا ہے اس کی حقیقت کو ایک مستقل مضمون میں طشت ازبام کیا جائے گا (ان شاء اللہ)

محاصرہ عثمانی کے وقت سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کا کردار:

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت بارہ سالوں پر محیط ہے اور اسلامی سلطنت کا رقبہ دورِ فاروقی کے رقبہ (۲۲ لاکھ مربع میل) سے دوگنا بڑھ کر ۴۴ لاکھ مربع میل تک وسیع ہو گیا تھا۔ اسلام کی سرعت سے یہ ترقی یہود ومجوس کو ایک آنکھ نہیں بھاتی تھی۔ اس لیے ان کی شہ پر کوفہ، بصرہ اور مصر کے بلوائیوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت سے معزولی اور استعفیٰ کا مطالبہ کرتے ہوئے دارالخلافہ مدینہ منورہ کی طرف ''لانگ مارچ'' کر دیا۔ یہاں پہنچنے کے بعد انھوں نے باقاعدہ ''قصرِ خلافت'' کا محاصرہ کر لیا یہ محاصرہ دو قسطوں میں ۴۹ دن، ۴۰ دن، ۲۲ دن (علیٰ اختلاف الاقوال) تک جاری رہا۔

گھر سے باہر حفاظت کے لیے حضرات عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر، حسن بن علی، حسین بن علی اور مروان بن حکم رضی اللہ عنہم برابر موجود رہے اور بلوائیوں کی سنگ باری اور حملوں سے متعدد مرتبہ زخمی بھی ہوئے چنانچہ علامہ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ:

''وجرح عبداللّٰه ابن الزبير رضی اللّٰه عنه جراحات كثيرة وكذٰلک جرح حسن بن علی رضی الله عنه ومروان بن الحكم''　　　　[البدایہ والنہایہ، جلد: ۷، ص ۱۸۸]

اور سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما شدید زخمی ہوئے اسی طرح سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما اور سیدنا مروان بن حکم رضی اللہ عنہما بھی شدید زخمی ہوئے۔

مفتی زین العابدین سجاد میرٹھی لکھتے ہیں کہ:

''......ان محافظین کی مفسدین سے کئی مرتبہ جھڑپیں ہوئیں۔ مروان تو اس قدر زخمی ہوا کہ زندگی کی کوئی توقع نہ رہی''

[تاریخ ملت، جلد: اوّل، ص ۲۴۷]

بالآخر اسی محاصرے کے دوران سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ انتہائی بے دردی کے ساتھ شہید کردیے گئے جن کی مظلومیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ ان کی نماز جنازہ میں شرکا کی تعداد سترہ سے متجاوز نہ تھی، زبیر بن عوام، حکیم بن حزام، مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ، مخرمہ رضی اللہ عنہم، وغیرہم شامل تھے۔

سیدنا مروان رضی اللہ عنہ نے قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کی خاطر جنگ جمل میں بھی حصہ لیا جس میں زخمی و اسیر ہوئے، بعد میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی سفارش پر رہائی ملی۔

سیدنا مروان رضی اللہ عنہ بحیثیت گورنر:

ربیع الاول ۴۱ھ میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت سے دست برداری کے بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بالاتفاق خلیفہ مقرر ہوگئے۔ دورِ مرتضوی رضی اللہ عنہ میں غیر جانب دار صحابہ و تابعین سمیت جملہ حضرات نے برضا ورغبت ان کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ تاریخ اسلام میں اس سال کو ”عام الجماعۃ“ کا نام دیا گیا۔ اسی سال سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اپنے بھائی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور دیگر افراد خاندان کے ساتھ واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ نے اپنے بیس سالہ دور خلافت میں سیدنا مروان رضی اللہ عنہ، سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ عنہ اور سیدنا ولید بن عتبہ رضی اللہ عنہ کو باری باری مدینہ منورہ کا گورنر مقرر کیا۔ سیدنا مروان رضی اللہ عنہ مختلف اوقات میں تقریباً ۱۱ سال تک گورنر رہے۔

حافظ ابن عبدالبر (م ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں کہ:

جب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو امر خلافت سونپا گیا تو انھوں نے سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ کا گورنر مقرر کردیا پھر مدینہ کے ساتھ ساتھ مکہ اور طائف کو بھی ان کی عَلَم داری میں شامل کردیا گیا......

[الاستیعاب ، الجزء الثالث مع الاصابہ ص:۴۲۶]

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ گورنروں کی تقرری اور معزولی میں بہت حکمتِ عملی سے کام لیتے تھے۔ انھوں نے کسی بھی ایک گورنر کو ایک ہی جگہ پر مستقل طور پر مقرر نہیں کیا اسی پالیسی کے تحت مدینہ منورہ کے گورنر بھی بار بار تبدیل کیے گئے سیدنا مروان رضی اللہ عنہ ۴۱ تا ۴۷ھ اور ۵۴ تا ۵۷ھ مدینہ منورہ کے گورنر رہے۔

سیدنا مروان رضی اللہ عنہ بحیثیت امیر حج:

اس دور میں دینی امور، نماز میں امامت بالخصوص خطبہ جمعہ وعیدین دینا خلیفۂ وقت اور گورنروں کے فرائض میں شامل تھا۔ اسی ”سنت“ کے مطابق سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں گورنر مدینہ سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے پڑھائی بلکہ خود سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے گورنر مدینہ کو بایں الفاظ دعوت دی کہ:

''تقدم فلو لاأ نها سنة لما قدّ متک''

[شرح نهج البلاغة لابن أبي الحديد ، جلد: ۴ .ص ۲۵]

آپ امامت کے لیے آگے تشریف لائیں اگر یہ اسلام کی سنت نہ ہوتی تو میں آپ کو مقدم نہ کرتا۔

اسی طرح سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت علی رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ پڑھانے کے لیے گورنر مدینہ سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کو دعوت دیتے ہوئے فرمایا: ''لو لا السنة ماتر كته يصلّى عليها''

[کتاب الجعفریات، ص:۲۱۰، باب:'' من أحق بالصّلوٰة على الميّت'']

اگر یہ سنت نہ ہوتی تو میں مروان رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کی اجازت نہ دیتا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے جناب محمد (بن حنفیہ) ۸۱ھ میں فوت ہوئے تو ان کے لڑکوں نے خلیفہ عبدالملک بن مروان کی طرف سے مدینہ کے گورنر ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان سے مخاطب ہو کر کہا:

''نحن نعلم أنّ الامام أولىٰ بالصّلوٰة ولو لاذٰ لک ماقدّمناک......فتقدّم فصلّى عليه''

[طبقات ابن سعد، جلد: ۵، ص: ۸۶ تحت تذکرہ محمد بن حنفیہ]

یقیناً ہم جانتے ہیں کہ امام وقت اور امیر وقت امامت کا زیادہ حق دار ہوتا ہے۔ اگر یہ دستور شرعی نہ ہوتا تو ہم آپ کو مقدم نہ کرتے...... پھر ابان بن عثمان آگے بڑھے اور نماز جنازہ پڑھائی۔

نماز، خطبہ جمعہ و عیدین کے علاوہ حج کے مناسک بھی خلیفۂ وقت یا اس کے نامزد کردہ نمائندے کی زیر امارت وقیادت ہی ادا کیے جاتے ہیں۔ سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کو اپنی امارتِ مدینہ کے دوران میں بحکم خلیفۂ وقت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ یہ سعادت حاصل ہوئی ہے کہ انھوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمۃ اللہ علیہم کو پانچ مرتبہ (۴۱ھ، ۴۵ھ، ۴۸ھ، ۵۴ھ اور ۵۵ھ میں) بحیثیت ''امیر حج'' مناسک حج ادا کرائے۔ اس دوران میں نمازوں کی امامت کے علاوہ میدانِ عرفات میں خطبۂ حج بھی دیتے رہے۔

عین الزرقاء کا اجراء:

سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کے دورِ امارت میں مدینہ منورہ کے باشندے کنوؤں کا پانی استعمال کرتے تھے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب دمشق میں آب رسانی کا جدید نظام قائم کیا تو انھوں نے گورنر مدینہ سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ:

مجھے حیا آتی ہے کہ دمشق کے باسیوں کو گھر کے قریب پانی میسر ہو اور مدینہ منورہ کے باسی دور دراز کنوؤں سے پانی لائیں۔ لہٰذا وہاں بھی آب رسانی کا بہتر نظام قائم کرو۔

چنانچہ سیدنا مروان رضی اللہ عنہ نے ماہرین کے مشورہ کے بعد قبا کے کنوؤں کو باہم ملایا اور ان کے پانی کو ایک

زیرِ زمین نہر میں جاری کیا جو قبا سے شروع ہو کر مدینہ منورہ سے گزرتی اور مختلف جگہ اسے اس انداز سے کھولا کہ لوگ اپنی ضرورت کا پانی لے سکیں۔ یہ نہر چودھویں صدی کے وسط تک اہل مدینہ کو سیراب کرتی رہی۔

۱۳۴۹ھ میں ملک عبدالعزیز نے ایک نگران کمیٹی تشکیل دی جس نے اس کی مرمت کی اور پھر اس میں پائپ ڈال کر آب رسانی کے ایک جدید نظام کی بنیا درکھی تا آنکہ ہر گھر میں سرکاری پانی کا کنکشن دے دیا گیا۔ پھر پانی کے بڑھتے ہوئے استعمال کے پیش نظر سمندری پانی کو صاف کر کے اس میں ملا دیا۔ اب محکمہ آب رسانی نے مختلف علاقوں میں بیس ٹینکیاں بنادی ہیں جہاں سے پانی سپلائی ہوتا ہے۔ سب سے بڑی اور خوب صورت ٹینکی قبا میں ہے جس کی بلندی ۹۰ میٹر ہے۔ ملاحظہ ہو: [تاریخ مدینہ منورہ مصوّر ص ۱۳۶، مؤلفہ ڈاکٹر محمد الیاس عبدالغنی]

یقیناً یہ عظیم کام (عین الزرقاء کا اجراء) سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کا صدقہ جاریہ ہے جس سے چودہ صدیوں سے لوگ برابر مستفید ہو رہے ہیں۔

مکہ مکرمہ میں حرم شریف کے نشانات جب مرورِ زمانہ سے بوسیدہ ہو کر معدوم ہونے لگے تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی تجدید کا انتظام فرمایا اسی سلسلہ میں گورنر مدینہ سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کو حکم دیا:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کرز بن علقمہ خزاعی رضی اللہ عنہ اگر زندہ ہوں تو ان کو تکلیف دی جائے کہ وہ آثارِ حرم کی پھر سے پوری طرح نشاندہی کریں کیونکہ وہ ان آثار سے خوب واقف ہیں۔ اور پھر ان کے مطابق ان آثار کی تجدید وتحدید کی جائے۔

چنانچہ سیدنا کرز بن علقمہ رضی اللہ عنہ کی نشاندہی پر ان آثار کو صحیح کر کے مکمل کیا گیا۔ تاکہ اہل اسلام ان سے برکت اندوز ہوتے رہیں۔ ملاحظہ ہو: [البدایۃ والنہایۃ، جلد: ۸، ص ۱۱۵]

اسی نوعیت کا ایک واقعہ سیدنا ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی بیان کیا گیا ہے کہ:

سیدنا مروان رضی اللہ عنہ نے ان سے درخواست کی کہ وہ انھیں مدینہ منورہ کے تمام متبرک مقامات دکھا دیں تاکہ انھیں محفوظ کیا جاسکے۔

چنانچہ سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے ساتھ ہو کر وہ تمام مقامات دکھا دیے، علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ:

''أنّ مروان لـمّا كان واليا على المدنية من قبل معاوية أرسل إلىٰ أبى قتادہ رضی اللّٰہ عنه ليريه مواقف النبىّ صلی اللّٰہ علیه وسلم وأصحابه فانطلق معه فأراه''

[الاصابه الجزء الرابع ص ۱۵۹]

جاری ہے

☆......☆......☆